اشتہار

ف۔س۔ اعجاز

انشا پبلی کیشنز، B-25، زکریا اسٹریٹ، کولکاتہ، موبائل: 9830483810

عجیب اشتہار تھا!

''میں اپنی زندگی کو اسکریپ میں بیچ رہا ہوں۔ 'جیسی ہے' جہاں ہے' کی بنیاد پر۔ آیئے بولی لگایئے۔ کوئی کم سے کم قیمت محفوظ نہیں رکھی ہے''۔

اشتہار پرسنل کالم میں تھا، لیکن کلاسیفائڈ نہیں ڈِسپلے تھا اور رنگین تھا۔ میری اس پر نگاہ پڑی۔ پڑھا۔ کوئی دھیان نہ دیا اور صفحہ پلٹ دیا۔ صفحہ پلٹتے ہی خیال آیا، آئیں، کیا اشتہار ہے؟۔ صفحہ الٹ کر اشتہار دوبارہ دیکھا۔ بغور پڑھا۔ دوبارہ تِبارہ پڑھا۔ آنکھوں سے چشمہ اتار کر میز پر رکھ دیا اور سوچنے لگا۔ یہ تین سینٹی میٹر کا رنگین اشتہار ٹائمز آف انڈیا میں پانچ ہزار روپیوں سے کم میں تو کیا چھپا ہوگا۔ تو یہ آدمی کچھ ایسا پھکّڑ یا غریب تو نہ ہوگا۔ آخر یہ کیا بیچنا چاہتا ہے۔ ایسا کیا ہے جو اس کی زندگی ردّی ہوگئی ہے اور زندگی ردّی ہو یا مال دار وہ بیچی اور خریدی کیسے جاسکتی ہے؟۔ کیا اس آدمی کا جیون کوئی مادّی شکل رکھتا ہے جسے اس نے کسی بند الماری یا کھُلے شیلف میں رکھا ہوا ہے۔ یہ کیا فلسفہ ہے!۔

اشتہار میں ایک فون نمبر لکھا تھا۔ میں نے فون ملایا۔ آواز آئی

''ہیلو......و......ہانجی......کہیئے......''

''جناب آپ کا نام جان سکتا ہوں؟''

''ہانجی......دلگیر ناتمام......''

''جی کیا؟......کیا کہا؟......دوبارہ فرمائیں گے؟......''

''ہانجی...... بندے کو دلگیر ناتمام کہتے ہیں......اَسی لدھیانوی ہیں جی؟

''جی میں لہجے سے سمجھ گیا آپ پنجابی ہیں ---- اچھا، ناتمام صاحب۔ آپ جو چیز بیچنا چاہتے ہیں اُس کا وزن کتنا ہوگا؟''

''جناب ہوا برابر وزن ہوگا''۔

''ناتمام صاحب۔ کیا آپ کو گیس کی شکایت ہے، قبض رہتا ہے تو بتائیں۔ میں بی یو ایم ایس ڈاکٹر ہوں۔ مٹکہ بھر ہوا بھی آپ کے پیٹ میں ہوگی تو خدا کی ذات سے امید ہے میرے چار نسخوں سے وہ نکل جائے گی۔ کاش آپ کے پاس میرا پتہ ہوتا تو اس تکلیف سے پریشان ہوکر قیمتی اشتہار نہ دینا پڑتا......''

''ارے حکیم جی۔ آپ تو مضمون کی ہوا باندھنے لگے۔ آدمی دلچسپ ہو۔ پھر آپ حکیم، میں ادیب و شاعر۔ خیر اردو اور حکمت کا تو پرانا تعلق ہے''۔

''دلگیر صاحب ان باتوں کو جانے دیجیے۔ یہ بتائیں کہ آپ بیچنا کیا چاہتے ہیں۔ میں ہر طرح کا اسکریپ خریدتا بیچتا ہوں۔ حکمت تو کرتا ہی ہوں، لیکن یہ میرا خاندانی کام ہے مگر یہ سمجھ لیں کہ بغیر دیکھے نہ تو کچھ خریدا جاسکتا ہے، نہ بیچا جاسکتا ہے۔ کہیں اشتہار میں زبان کی کوئی غلطی تو نہیں ہوگئی؟۔ زندگی کی جگہ کوئی اور لفظ تو نہیں ہونا چاہئے تھا؟''۔

''نئیں جی۔ زندگی کی جگہ زندگی ہی ہوسکتا ہے، کچھ اور نہیں۔ میری زندگی کوڑا ہوگئی تو کیا لکھتا۔ یہی نا کہ اسے ردّی میں بیچنا چاہتا ہوں''۔ ہانجی میرا اشتہار کباڑیے کے ہی مطلب کا تھا''۔

''یعنی کیا؟۔ کچھ سمجھایئے''۔ میں نے پوچھا۔

''یہ بتایئے حکیم صاحب۔ اردو تو آپ بول رہے ہو۔ کیا پڑھنا بھی جانتے ہو؟''

''جی۔ آتی ہے۔ پڑھ بھی لیتا ہوں تھوڑی بہت''۔

تو سنئے۔ دلگیر صاحب بولے ''ساری عمر اردو پڑھنے لکھنے کا چسکا لگا رہا۔ باپ ساحر لدھیانوی کے دوست تھے۔ ستّر سال کا ہو رہا ہوں۔ پچاس کا ہوتے تک کاروبار ٹھیک رہا۔ کتابیں لکھنے چھاپنے کا شوق پورا ہوتا رہا۔ پھر دو بیٹیوں کی شادی کی۔ مالی طور پر کمزور ہوگیا۔ بیٹے کا بیاہ کیا۔ بیٹا مجھے ادیب کے روپ میں دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ چاہتا تھا اس کا باپ بڑے بینک بیلنس کا آدمی ہو۔ باڑی گاڑی نوکر چاکروں کا مالک ہو۔ وہ اپنی بیوی اور اکلوتی اولاد کو سمیٹ باپ کو چھوڑ کرایہ کا گھر لے کر آزاد زندگی گزارنے کہیں دور چلا گیا۔ اب میری بیوی کو مرے دس برس ہوگئے۔ ایک پرانا وفادار ملازم کسی طرح میرے ساتھ رہتا ہے۔ کُبڑا، معذور اور

رنڈوا۔ بیٹھے بیٹھے جی وہ میری یہ کتابیں پڑھتا رہتا ہے۔ بار بار پڑھتا ہے۔تنہائی کا عذاب دور کرنے کے لیے۔ اب تک تو وہ ان کتابوں کا حافظ ہوگیا ہوگا۔ کبڑے سے ایک فائدہ ضرور ہے۔ اس نے اپنی جھاڑ پونچھ سے کتابوں کو کیڑوں سے بچا رکھا ہے۔ بیس کتابوں کا مصنف ہوں۔ جوخاصی پسند بھی کیں نقّادوں نے،لیکن کچھ بھی کرلوسوڈیڑھ سو سے زیادہ کوئی کتاب فروخت نہیں ہوئی۔سو دوسو کر کے ہر کتاب مفت تقسیم ہوتی رہی۔ اب بھی ایک پورا کمرہ غیرفروخت شدہ کتابوں سے بھرا پڑا ہے۔ پانچ چھ ہزار سے کم کتابیں نہ ہوں گی۔ ان میں دوتین ہزار کتابیں میرے شوق کی میری خریدی ہوئی یا اعزازی ملی ہوئی ہوں گی۔ جتنی کتابیں اتنے سوال۔ رات کو جب کسی شیلف سے کوئی کتاب شہادت کی انگلی سے کھینچ کر نکالتا ہوں تو اس کا خستہ ڈھانچہ کراہتا ہوا ہاتھ میں آجاتا ہے۔اب میری پشت اور کتاب کی پشت میں کوئی فرق مجھے نظر نہیں آتا۔ ان کتابوں کو مفت لینے کو کچھ ادارے بھی تیار نہیں ہوتے۔ لائبریریاں ہیں بھی تو کسی کام کی نہیں۔ ردّی میں بیچوں تو لاکھوں کی کتابوں سے مشکل سے دو تین ہزار روپے ہی ملیں۔ اب کچھ بھی نیا لکھنا میں نے بند کر دیا ہے۔ ریٹائرڈ ہوں اور کوئی وسائل نہیں رکھتا۔ تین کمروں کے کتابوں کے اس قبرستان میں اللہ اللہ کرتا ہوں۔ اپنے خیال میں اپنی لکھی کتابوں سے سوئے ہوئے اردو والوں کو اذان پہنچاتا تھا۔لوگ نہیں جاگتے، میرا سونے کا وقت آگیا۔ سو میں نے ایک بار نصیب آزمانے کے لیے یہ اشتہار انگریزی اخبار میں دیا کہ میری زندگی جیسی ہے جہاں ہے اسکریپ میں بیچ رہا ہوں۔ اب کہئے، کچھ پلّے پڑی؟ کیا خیال ہے آپ کا؟ ---- مجھے نہیں خریدتے میری کتابیں خرید لیجئے۔آپ کباڑیہ ہیں ناں؟''

کوئی جواب نہ سوجھا تو میں نے لائن کاٹ دی اور کام میں لگ گیا۔ تھوڑی دیر میں موبائل فون بجا۔کان سے فون لگایا تو آواز آئی۔

''ہاںجی قبلہ آپ نے لائن کیوں کاٹ دی۔کوئی بولی تو لگاتے آپ اِس دلگیر ناتمام کی---''

''بات ایسی ہے دلگیر صاحب'' میں نے کہا ''اس وقت میں ایک مریض کا نسخہ تیار کر رہا ہوں۔ ذرا جڑی بوٹیاں کوٹنے میں لگا ہوں۔ ایک لیپ بنانا ہے۔شہد زعفران کھول کے بیٹھا ہوں۔ بیچ میں اب پھر بات نہیں کرسکتا۔ بعد میں فون کروں گا''۔

''بیٹے تم اب فون نہیں کروگے'' مجھے معلوم ہے۔ایسا کرو میرا اشتہار کاٹ کر کہیں حفاظت سے رکھ لینا۔ وقت کا کچھ ٹھیک نہیں، کبھی نصیب سے، تمھیں ایسی ضرورت آن پڑی تو اشتہار کا ماڈل تیار ملے گا۔تم لیپ بنا رہے تھے۔شاید اب اپنے لہجے میں شہد اور زعفران گھولوگے۔مگر میں اب لائن کاٹ رہا ہوں۔ تمھیں میں نے ایک نسخہ بتا دیا ہے۔ شاید کبھی لگے----''

ناتمام صاحب نے اپنی بات تمام کردی اور میرے قہقہے چھوٹ رہے تھے۔ میں نے دل میں کہا، پاگل ہے یہ شخص۔ اللہ کا شکر ہے میرے پاس کلام مجید اور بہشتی زیور کے سوا دس بیس ہی اردو کتابیں ہوں گی۔

○○

ابن صفی: شخصیت اور فن کے آئینے میں

اردو ادب میں ابن صفی کی گراں قدر خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں مگر ان کی خدمات کا اعتراف بہت کم ہوا ہے۔ضرورت محسوس کی گئی کہ تمام ذہنی تحفظات سے بلند ہوکر معروضی انداز میں ان کے ادبی مقام کا تعین کیا جائے تاکہ نئی نسلیں ان کی تخلیقی فتوحات سے واقف ہوسکیں اور ان کے لائقِ رشک طرزِ نگارش، غیر معمولی حسِ مزاح، ذہانت، ذکاوت اور حیرت انگیز زودنویسی کے باوصف فکروفن کی تازگی کو برقرار رکھنے کی زبردست صلاحیت کا ادراک واحساس کرسکیں۔ ایسے ہردلعزیز تخلیق کار کا کھلے دل سے اعتراف کرنے کے لیے اردو اکادمی، دہلی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ کے اشتراک سے ایک سمینار کا انعقاد کیا گیا تھا۔اس سمینار کے بیس فکرانگیز مقالات پر مشتمل یہ کتاب قارئین کے لیے مفید مطلب بھی ہے اور وقت کی اہم ضرورت بھی۔

مرتبین: خالد محمود، خالد جاوید، صفحات: ۲۴۸، قیمت: ۱۵۰ روپے

ناشر: اردو اکادمی، دہلی